Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۵/۴۰ | ہفتہ ۱۲ شعبان ۱۴۱۰ھ، ۱۰ امان ۱۳۶۹ ہش، ۱۰ مارچ ۱۹۹۰ء | نمبر ۵۷

اپنے نفس کیلئے نور حاصل کرو

"قرآن کریم نے بار بار اس بات پر زور دیا ہے کہ اپنے نفس کے لئے نور حاصل کرو۔ اور وہی نور ہے جو تم دوسروں کو عطا کرنے کے اہل ہو گے۔ اگر دنیا کی اصلاح کے لئے نکلے ہو تو چراغ لے کر نکلو لیکن وہ چراغ نہیں جو تعلیم کی صورت میں ملتا ہے یعنی محض وہ چراغ لے کر نہیں۔ بلکہ اپنے نفوس میں وہ چراغ روشن کرو جن کے ذریعے تم روشنی والے بن جاؤ۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ
الفضل یکم مارچ ۱۹۹۰ء صہ ۳)

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"مشکل یہ ہے کہ لوگ دعا کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔ اور وہ نہیں سمجھتے کہ دعا کیا چیز ہے۔ دعا یہی نہیں ہے کہ چند لفظ منہ سے بڑبڑا لیئے۔ یہ تو کچھ بھی نہیں۔ دعا اور دعوت کے معنی ہیں، اللہ تعالےٰ کو اپنی مدد کے لیے پکارنا۔ اور اسکا کمال اور مؤثر ہونا اس وقت ہوتا ہے، جب انسان کمال دردِ دل اور قلق اور سوز کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرے اور اس کو پکارے ایسا کہ اس کی روح پانی کی طرح گداز ہو کر آستانۂ الوہیت کی طرف بہہ نکلے۔ یا جس طرح پر کوئی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے اور وہ دوسرے لوگوں کو اپنی مدد کے لیئے پکارتا ہے تو دیکھتے ہو کہ اس کی پکار میں کیسا انقلاب اور تغیر ہوتا ہے اس کی آواز ہی میں وہ درد بھرا ہوتا ہے جو دوسروں کے رحم کو جذب کرتا ہے۔ اسی طرح وہ دعا جو اللہ تعالےٰ سے کی جاوے، اس کی آواز، اس کا لب و لہجہ بھی اور ہی ہوتا ہے۔ اس میں وہ رقت اور درد ہوتا ہے جو الوہیت کے چشمہ رحم کو جوش میں لاتا ہے اس دعا کے وقت آواز ایسی ہو کہ سارے اعضاء اس سے متاثر ہو جاویں اور زبان میں خشوع خضوع ہو، دل میں درد اور رقت ہو، اعضاء میں انکسار اور رجوع الی اللہ ہو، اور پھر سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم پر کامل ایمان اور پوری امید ہو، اس کی قدرتوں پر ایمان ہو۔ ایسی حالت میں جب آستانۂ الوہیت پر گرے گا۔ نامراد واپس نہ ہو گا۔"

(ملفوظات جلد ۷، صہ ۱۹۴)

○ محترمہ اہلیہ صاحبہ کیپٹن محمد صدیق صاحب آف فیکٹری ایریا ربوہ بوجہ پتہ میں پتھری بیمار ہیں اور C.M.H لاہور میں زیر علاج ہیں۔

○ مکرم وسیم احمد صاحب دار الیمن شرقی ربوہ کی والدہ محترمہ امۃ العزیز صاحبہ کے پیٹ میں رسولی کا اپریشن ہوا ہے۔

احباب کی خدمت میں ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ایف۔ اے اور ایف ایس سی کے امتحانات عنقریب شروع ہو رہے ہیں۔ ایک عزیزہ طالبہ نے توسیع اشاعت الفضل کے لئے ایک سو روپیہ بھجواتے ہوئے قارئین سے ایف ایس سی میں اعلیٰ کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کی ہے۔

احباب انہیں اور دوسرے تمام احمدی طلباء اور طالبات کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

سانحۂ ارتحال

○ مکرم میاں محمد بشیر صاحب ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر (فیصل آباد) حال لاہور بقضائے الٰہی مورخہ ۲ مارچ ۱۹۹۰ء بروز جمعۃ المبارک رات نو بجے وفات پا گئے۔ موصوف نے اپنے پیچھے چھ بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ مکرم میاں صاحب موصی تھے بوقت وفات آپ کی عمر تقریباً ۷۵ سال تھی۔ احباب سے موصوف کی بلندئ درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ضروری اعلان

○ انگریزی زبان کے صحیح تلفظ کی ادائیگی میں دلچسپی رکھنے والے طلباء ۱۲ مارچ ۱۹۹۰ء تک سید قمر سلیمان احمد مہتمم امور طلباء سے رابطہ قائم فرمائیں۔

جماعت احمدیہ کی اعلیٰ شان

ارشادات سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"کسی شخص نے اپنے بیٹے کو تجارت کیلئے بھیجا اور اسے بہت مال دیا، پہلی منزل اسے ایک جنگل میں آئی۔ وہ ایک درخت کے نیچے سویا ہوا تھا۔ اس نے ایک عجیب نظارہ یہ دیکھا کہ ایک شیر آیا۔ اس نے شکار کیا اور اس کے بعد اپنا حصہ جو وہ کھا سکتا تھا وہ اس نے کھایا اور باقی کو گھسیٹ کر ایک جھاڑی میں رکھ دیا اور چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک لگڑ بگڑ جس کی پچھلی ٹانگیں ماری ہوئی تھیں اور جو جھاڑی کے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا دکھتے ہوئے بدن کے ساتھ گھسٹتا ہوا وہاں پہنچا اور شیر کا پس خوردہ کھانے لگا۔ یہ آدمی اپنا سارا مال وہیں چھوڑ کر واپس چلا گیا۔ اس کے باپ نے پوچھا کیا ہوا۔ تم واپس کیوں آگئے؟۔ اس نے کہا میں واپس اس لئے آگیا ہوں کہ میں نے خدا کے رازق ہونے کا ایک عجیب نظارہ دیکھا ہے۔ وہی ہے جو رزق دیتا ہے۔ باقی بندوں کے صرف جھگڑے ہی چل رہے ہیں۔ پھر اس نے وہ واقعہ سنایا۔ باپ نے کہا کہ دیکھو! تم مجھے عرفان نہیں سکھا سکتے۔ میں بھی عارف باللہ ہوں۔ مجھے بھی پتہ تھا کہ ایسا ہوتا ہے۔ مگر میں یہ چاہتا تھا کہ تم وہ شیر بنو جو لگڑ بگڑ کو کھلاتا ہے، وہ لگڑ بگڑ نہ بنو جو شیر کا بچا ہوا کھاتے ہیں۔ پس اے احمدی! تو وہ شیر بن جس نے ساری دنیا کو مار کے کھلانا ہے۔ وہ زخم خوردہ جانور نہ بن جس نے شیروں سے مانگ کر کھانا ہے۔ یہ ہے وہ مقام جس پر اپنی جماعت کو فائز کرنے کے لئے (حضرت بانی سلسلہ) تشریف لائے تھے۔ (حضرت بانی سلسلہ) کے متعلق ایک بڑا ہی پیارا واقعہ آتا ہے، آپ جب لاہور گئے تو لاہور کی جماعت میں بے انتہا محبت اور عشق تھا۔ جب آپ گاڑی سے اتر کر باہر نکلے تو دیکھا کہ ایک بگھی ہے جس کے

باقی صہ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی۔ ربوہ
قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۰ امان ۱۳۶۹ ہش ۱۰ مارچ ۱۹۹۰ء

احکام القرآن

مجلس عرفان کے دوران کسی نوجوان نے سیدنا حضرت امام جماعت سے پوچھا کہ حضور سنا ہے قرآن کریم میں سات سو احکام ہیں وہ کون سے احکام ہیں۔ حضور انور نے فرمایا آپ قرآن کریم کا مطالعہ کریں اور ساتھ کے ساتھ جو احکامات نظر آتے جائیں انہیں ایک کاپی میں نوٹ کرتے جائیں۔ اس طرح آپ خود قرآن کریم کے تمام احکامات سے واقف ہو جائیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم کے مطالعہ کا اور اس سے استفادہ کا یہی بہترین طریق ہے۔ بجائے اس کے کہ کسی ایک جگہ آپ کو سات سو کے سات سو یا جتنے بھی ہیں ـــ اس سے کم یا اس سے زیادہ ـــ احکام آپ کو مل جائیں اور ایک نظر میں آپ انہیں دیکھ لیں اور شائد اتنے سارے احکام اکٹھے ایک جگہ دیکھ کر آپ یہی فیصلہ نہ کر پائیں کہ آپ کہاں سے شروع کریں اور ان پر کس طرح عمل کریں۔ یہ زیادہ بہتر ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کے دوران احکام کی تلاش کریں۔ اس کا ماحول دیکھیں۔ اس پر عمل کے طریق پر غور کریں۔ بلکہ عمل کا طریق آپ کو قرآنی آیات ہی سے مل جائے گا اور اس طرح ایک ایک کر کے ان سب پر آپ عمل پیرا ہوں۔

حضور کا یہ جواب تلاوت کے سلسلہ میں ایک انقلابی عمل کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ خود تلاش کرنے سے جستجو بھی بڑھے گی۔ یہ احساس بھی پیدا ہوگا کہ کس بات کو حکم کے زمرہ میں رکھا جائے۔ اور یہ بھی پتہ چلے گا کہ یہ حکم کیوں دیا گیا ہے اور پہلوں نے اس پر کس طرح عمل کیا ہے۔ اور یہ سب باتیں ہماری سوجھ بوجھ میں اضافہ بھی کریں گی اور عمل کے لئے ہمارے ارادے کو مضبوط بھی کریں گی۔

تلاوت تو آپ روزانہ جتنی چاہیں کریں لیکن قرآن مجید کا ایک حصہ آپ ضرور اس طرح تلاوت کریں۔ کہ آپ میں جستجو کا شوق ہو اور بات بات کو سمجھ کر آپ احکام کی نشاندہی کریں۔ اور ان پر عمل کریں اگر ہم ایسا کریں تو یقیناً اللہ تعالےٰ کے کلام کو بہتر طریق پر سمجھنے کا موقعہ ملے گا اور بہتر طریق پر عمل کرنے کا بھی۔ اللہ تعالےٰ ہمیں قرآن مجید میں سے خود احکام تلاش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بچے، بوڑھے، مرد اور عورت
سب کے مال و جان بچاؤ
جیتے رہنا چاہو تو تم
اپنا کہو، سب کو اپناؤ

ـــــ ابوالاقبال

جرأتِ دل کے ہمقامت ہیں دار و رسن اور طوق و سلاسل
عشق و جنوں کے صبح و مسا میں آبِ بقا ہے زہرِ ہلاہل

میری باتیں سنتے ہوئے بھی یوں لگتا ہے سن نہیں سکتے
رکھتے ہیں جو لوگ ہمیشہ اپنے ذہن و دل کو مقفّل

میری ان کی ہمسفری کیا، دونوں کی رفتار الگ ہے
میرا تو میدان ہوا ہے اور ان کا میدان ہے دلدل

میری آزادی پر قدغن کون لگائے گا اور کیسے
کہنے کے سو ڈھنگ ہیں اور میں کہتا ہوں ہر بات مسلسل

دیکھ سکو تو میری پشت پناہی کرنے والا دیکھو
مجھ کو تو ہر گام دکھاتے ہو تم اپنا اپنا کس بل

جن کو راکھ نظر آتا ہوں سوچ سمجھ کر ہاتھ لگائیں
میرے دل میں اک شعلہ ہے اور شعلہ بھی ہے مستعجل

کیوں ہر سمت اندھیروں میں بھی روشن ہیں چمکیلی تاریں
کیا فطرت کی دیوی نے آنکھوں میں لگا رکھا ہے کاجل

میں تو رحم و کرم کی بوندا باندی سے بھی بہل جاتا ہوں
پھر بھی نسیم برسنے والا کھل کے برس جاتا ہے بادل

نسیم سیفی

تلاوتِ قرآن بہت بڑی نیکی ہے

"تلاوتِ قرآن کریم بڑی ضروری ہے۔ ہمارے جو بڑے بڑے اولیاء گزرے ہیں انہیں تو قرآن کریم سے اس قدر محبت تھی کہ وہ قرآن کریم کے پڑھنے اور اس کے معنی کے سوچنے پر بڑا وقت خرچ کیا کرتے تھے ...... بہر حال تلاوتِ قرآن بہت بڑی نیکی ہے۔ کیونکہ تمام نیکیاں قرآن کریم کے منبع ہی سے پھوٹتی ہیں"

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثالثؒ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ترجمہ:۔ آغا سیف اللہ
ایم۔ اے۔ ایل ایل بی

مسئلہ کشمیر اور سلامتی کونسل

ہندوستان اپنی زبردست سفارتی سرگرمیوں کے ذریعہ پوری دنیا کو یہ غلط بات باور کرانے کی کوشش میں ہے کہ کشمیر ہندوستان کا جزو لاینفک ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ مسئلہ کشمیر کا نہایت ابتدائی مراحل سے ہی جائزہ لیا جائے تاکہ ہندوستان کے دعویٰ کا کھوکھلا پن ظاہر ہو جائے

برصغیر میں پاکستان اور ہندوستان کی دو آزاد اور خود مختار مملکتوں کے معرضِ وجود میں آنے کے جلد ہی بعد جموّں اور کشمیر کے مہاراجہ نے پاکستان کے ساتھ حالات کو جوں کا توں (STANDSTILL AGREEMENT) رکھنے پر معاہدہ کیا۔

پھر ماؤنٹ بیٹن، نہرو اور پٹیل کے جھانسے میں آکر اس نے اچانک اور پاکستان کو مطلع کئے بغیر ہندوستان سے کشمیر کے الحاق کی درخواست کردی۔ مہاراجہ نے الحاق کی جو درخواست دی تھی، اس کے جواب میں ہندستان کے گورنر جنرل لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے لکھا:۔

"اپنی اس پالیسی کی مطابقت میں کہ اگر کسی ریاست میں الحاق کا معاملہ موجب تنازعہ رہا ہو تو الحاق کا فیصلہ ریاستی عوام کی خواہشات کے مطابق ہوگا، میری حکومت کی یہ خواہش ہے کہ جونہی کشمیر میں نظم و نسق بحال ہو اور اسکی سرزمین حملہ آوروں سے صاف ہو جائے تو اس ریاست کے الحاق کا فیصلہ عوام کی مشاورت سے ہوگا۔"

اس نازک مرحلے پر بھی لارڈ ماؤنٹ بیٹن پاکستان کی مخالفت میں اپنے جذبات پر قابو نہ پا سکا، اور جس مشاورت کے انعقاد کا انہوں نے سوچ رکھا تھا اس کی تفصیلات بیان کئے بغیر کہ وہ کس قسم کی ہوگی۔ اس نے بڑی چالاکی سے مشاورت کے تصور کو متعارف کرانے کی کوشش کی۔

دریں اثناء پاکستان نے فوری طور پر مہاراجہ کے غیر قانونی اور غیر منصفانہ الحاق کے خلاف ردّ عمل ظاہر کر دیا تھا۔ ہندوستان جس طریق پر معاہدہ تقسیم کے الفاظ اور روح کو پامال کر رہا تھا۔ برطانوی حکومت بھی اس پر سخت پریشان تھی۔ کیونکہ یہ معاہدہ اس کی نگرانی میں طے پایا تھا۔

ہندوستان کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لعل نہرو نے ایک تجربہ کار سیاستدان کی حیثیت میں یہ بھانپ لیا تھا کہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی اس وضاحت کو جن الفاظ کا جامہ پہنایا گیا ہے اور پھر جس انداز میں اس کو پیش کیا گیا ہے۔ اس پر نہ تو برطانوی حکومت، نہ ہی پاکستان اور نہ ہی کوئی ایسا شخص جو تنازعہ کشمیر میں دلچسپی لیتا ہو یقین کرے گا۔

چنانچہ انہوں نے برطانوی وزیر اعظم مسٹر کلیمنٹ ایٹلی کو فوراً ایک تار ارسال کیا جس میں کہا گیا تھا

"میں یہ وضاحت کرنا پسند کروں گا کہ اس ہنگامی صورت حال میں کشمیر کی اعانت کرنے سے یہ مقصود نہیں کہ ریاست کو ہندوستان سے الحاق پر آمادہ کرنے کے لئے کسی طرح متاثر کیا جائے۔ ہمارا نقطۂ نظر جس کو ہم نے بارہا برسرِ عام بیان کیا ہے یہ ہے کہ کسی متنازعہ علاقے یا ریاست کے الحاق کے مسئلہ کا حل عوام کی خواہشات کے مطابق ہونا چاہیئے اور ہم اس کے پابند ہیں۔"

بعد ازیں پنڈت جواہر لعل نہرو نے پاکستان کے وزیر اعظم لیاقت علی خان کے نام متعدد تار روانہ کئے۔ جس میں اپنے اسی مؤقف کو دہرایا ان میں سے پہلا تار مسٹر ایٹلی کو تار بھجوانے کے بعد اگلے روز دیا گیا جس میں کہا گیا۔

"میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہندوستانی حکومت نے جو اقدام کیا ہے، سرینگر کو غیر معمولی اور شدید خطرہ لاحق ہونے کے باعث وہ ایسے اقدام پر مجبور تھی وگرنہ حملہ آوروں کو جب باہر نکال دیا جائے گا، اور نظم و نسق بحال ہو جائے گا تو کشمیر کے معاملہ میں ہندوستان کو مداخلت کرنے کی کوئی خواہش نہیں ہے۔"

"الحاق کے سلسلہ میں بھی یہ وضاحت کی جا چکی ہے کہ یہ معاملہ ریاست کے عوام اور ان کی مرضی کے تابع ہوگا۔ ہندوستانی حکومت اپنے کسی فیصلہ کو مسلط کرنے کی کوئی خواہش نہیں رکھتی۔ وہ عوام کی خواہشات کی پابندی کرے گی۔ لیکن جب تک امن اور نظم و نسق قائم نہ ہو جائے۔ عوام کی خواہش کو معلوم نہیں کیا جا سکتا۔"

۳۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو پنڈت نہرو نے وزیر اعظم پاکستان کے نام ایک تار بھیجا، جس میں بیان کیا۔

"کہ ہندوستان سے کشمیر کا الحاق مہاراجہ اور ریاست کی ایک نمائندہ مقبولِ عام تنظیم کی درخواست پر قبول کیا تھا۔ اس تنظیم کو عددی برتری حاصل ہے اور اس میں مسلمانوں کی اکثریت ہے، تاہم الحاق اس شرط پر منظور کیا گیا تھا کہ جونہی حملہ آوروں کو کشمیر سے باہر دھکیل دیا جائے اور نظم و نسق بحال ہو جائے تو الحاق کا فیصلہ کشمیری عوام کریں گے اور ان کے لئے (دونوں میں سے) کسی بھی ڈومینین (برطانوی نوآبادی) کے ساتھ الحاق کی راہ کھلی ہوگی۔"

"ہماری یہ یقین دہانی کہ جونہی کشمیر میں امن اور نظم و نسق بحال ہو جائے گا ہم اپنے فوجی دستے کشمیر سے نکال لیں گے اور ریاست کے مستقبل کا فیصلہ اس کے عوام پر چھوڑ دیا جائے گا۔ یہ وعدہ نہ صرف آپ کی حکومت سے ہے بلکہ کشمیری عوام اور دنیا سے بھی ہے۔"

۱۹۴۷ء کے سال میں شروع سے لے کر آخر تک ہندوستان پاکستان کو اپنی نیک نیتی کا یقین دلاتا رہا، اور دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش میں رہا کہ وہ جلد کشمیر کو خالی کر دے گا۔ یکم جنوری ۱۹۴۸ء کو ہندوستان شکایت کنندہ کی حیثیت میں کشمیر کے معاملہ کو سلامتی کونسل میں لے گیا اور دیگر امور کے علاوہ اس نے پاکستان کو جارح قرار دینے کا بھی مطالبہ کیا۔

سلامتی کونسل میں مسئلہ کشمیر کی سماعت پندرہ جنوری ۱۹۴۸ء کو شروع ہوئی، پاکستان کے وزیر خارجہ سر محمد ظفر اللہ خاں نے نہایت قابلیت سے پاکستان کی نمائندگی کی۔ ہندوستانی نمائندے MR. P.P. PILLAI مسٹر پی پی۔ پلائی نے سلامتی کونسل کے صدر کو انڈیا کی شکایت پیش کی، اور سلامتی کونسل سے درخواست کی کہ پاکستان کو کشمیر میں مداخلت سے باز رکھا جائے۔ ہندوستان نے اپنے کیس کی بنیاد یہ قرار دی کہ مہاراجہ نے ہندوستان سے کشمیر کا جو الحاق کیا وہ قانوناً جائز ہے۔ ہندوستانی حکومت کے ایک وزیر مسٹر گوپال سوامی آئینگر (جو کسی زمانہ میں کشمیر کے وزیر اعظم بھی رہے تھے اور اقوام متحدہ میں ان کی مدد کے لئے ایک ٹیم تھی جس میں شیخ عبداللہ بھی شامل تھے) نے اسی واحد قانونی نکتہ پر اپنے کیس کو آگے بڑھایا، ہندوستان نے مسئلہ کشمیر اور اس کے الحاق کو برصغیر کی تقسیم اور معاہدہ تقسیم کے وسیع تر تناظر میں زیر غور لانے سے انکار کیا جبکہ پاکستان کے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خاں نے بالکل مختلف انداز میں کشمیر کے مقدمہ میں اپنے دلائل پیش کئے۔

پہلے تو انہوں نے قبائلی افراد کے متعلق ہندوستان کے اس الزام کی نفی کی کہ ان سے کوئی غیر قانونی اقدام سرزد ہوا ہے، انہوں نے کہا کہ کشمیر میں بغاوت مہاراجہ کی جابرانہ حکومت کی وجہ سے ہوئی ہے، پھر آپ نے اس الحاق کو چیلنج کیا جو مہاراجہ نے ہندوستان سے کیا تھا۔ انہوں نے الزام لگایا کہ کشمیر میں ہندوستان نے جو پالیسی اپنائی ہے وہ ہندوستان کی اس وسیع تر کوشش کا حصہ ہے جس کے ذریعہ وہ پاکستان کو مٹانا چاہتا ہے۔ انہوں نے ہندوستان سے کشمیر کے الحاق کا تقابل پاکستان سے جوناگڑھ کے الحاق سے کیا۔ جس کو ہندوستان نے ماننے سے انکار کر دیا اور اس نے طاقت کے بل پر جوناگڑھ پر قبضہ کر لیا تھا دونوں مقدمات میں یہ امر ظاہر ہے کہ حاکم عوام کی اکثریت کے خلاف ایک دوسرے مذہب سے تعلق رکھتا تھا۔ کشمیر میں ہندو حاکم تھا جبکہ عوام کی غالب اکثریت مسلمان تھی اور جوناگڑھ میں معاملہ اس کے بالکل برعکس تھا۔

مسئلہ کشمیر اپنی نوعیت کے لحاظ سے ان نہایت ابتدائی تنازعات میں سے ایک تھا جو سلامتی کونسل کے سامنے پیش کئے گئے لہٰذا اس مسئلہ پر خوب بحث ہوئی۔ ممبران گہری دلچسپی رکھتے تھے کہ جھگڑے کا کوئی حل جلد نکل آئے اور وہ ایسی طرز پر ہو کہ ہندوستان اور پاکستان دونوں اس حل پر رضامند نظر آئیں یعنی اقوام متحدہ کی نگرانی میں PLEBISCITE "استصواب رائے"

ان کا خیال تھا کہ ایسے فیصلہ کے نفاذ کی تفصیلات اور شرائط طے کرنا کافی آسان ہوگا۔ کشمیر میں سلامتی کونسل کے پہلے اجلاس کے پس منظر میں ہونے والے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے سر محمد ظفر اللہ خاں REMINISCENCES OF SIR MOHAMMAD ZAFRULLAH KHAN TO THE ORAL HISTORY RESEARCH OFFICE OF COLUMBIAN UNIVERSITY.

"کولمبیا یونیورسٹی کے اورل (زبانی) ہسٹری کے شعبۂ تحقیق کے لئے سر محمد ظفر اللہ خاں کی سرگذشت"

میں لکھتے ہیں:۔

دی رائٹ آنریبل فلپ نوئیل بیکر جو تعلقات دولت مشترکہ کیلئے سیکرٹری آف سٹیٹ تھے اور وہ سلامتی کونسل میں مسئلہ کشمیر پر کی جانے والی بحث میں برطانیہ کی نمائندگی کر رہے تھے۔ انہوں نے سخت محنت کی کہ ہمارے (یعنی نمبر کا اجلاس کے) جدا ہونے سے پیشتر ہی سلامتی کونسل میں کوئی معاہدہ طے پا جائے۔ اور ضرورت بھی تھی کہ ایسا کیا جاتا۔

سر محمد ظفر اللہ خاں کہتے ہیں کہ اس کے بعد جناب فلپ نوئیل بیکر نے متعدد مواقع پر مجھے صاف طور پر بتایا کہ انہیں اپنی کاوش کے دوران کس قدر دکھ پہنچا۔ جب وہ پوری امید لگائے بیٹھے تھے کہ ان کے کہنے پر سر گوپال سوامی آئینگر اور سر گرجا شنکر باجپائی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وزیر اعظم نہرو کو قائل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے کہ سلامتی کونسل کے سامنے جو تجاویز آئی ہیں، وہ ان سے اتفاق کریں۔ مگر اس موقع پر مسٹر ایٹلی نے لندن سے مداخلت کی اور سارا کام بگاڑ کر رکھ دیا۔

لہٰذا سلامتی کونسل اگر تنازعہ کشمیر کے بارہ میں جلد کوئی فیصلہ کرنے میں ناکام رہی تو اس میں بڑا حصہ لندن سے مسٹر ایٹلی کی منحوس مداخلت کا تھا۔ ایسا غالباً لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے کہنے پر کیا گیا، جس کو لازماً پنڈت نہرو نے تحریک کی ہوگی کہ وہ وزیر اعظم کلیمنٹ ایٹلی سے رابطہ قائم کریں۔

مذکورہ بالا صورت حال سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مسئلہ کشمیر کا منصفانہ اور قطعی فیصلہ ۱۹۴۸ء میں سلامتی کونسل کی مٹھی میں تھا لیکن پنڈت نہرو اور ماؤنٹ بیٹن کی مشترکہ سازش نے فیصلہ نہ ہونے دیا۔ اور انہوں نے اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے مسٹر ایٹلی کو بطور آلۂ کار استعمال کیا۔

چند ایک فقرات کے بعد سر ظفر اللہ خاں ہندوستان کے اعلانات۔ اس کی بر سر عام یقین دہانیوں اور اس کے در پردہ عزائم میں اختلافات کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"گرچہ ہندوستان نے بار بار یہ اقرار کیا کہ جونہی نظم و نسق بحال ہو جائے گا اور حملہ آور کشمیر سے نکل جائیں گے تو فیصلہ کشمیری عوام کریں گے۔ تاہم اس کے رویہ میں در پردہ یہ اصرار بھی تھا کہ سلامتی کونسل اس کے سوا مزید کوئی کارروائی نہ کرے کہ پاکستان کو یہ حکم دے کہ کشمیر سے قبائلی حملہ آوروں کو نکالنے کے لئے جو کچھ بھی اس کے بس میں ہے کرے۔"

مگر سلامتی کونسل نے بارہا ہندوستان کے اس نظریہ کو رد کر دیا۔ سلامتی کونسل چاہتی تھی کہ نہ صرف فائر بندی کی جائے اور نظم و نسق بحال ہو بلکہ یہ بھی کہ رائے شماری ایسے حالات میں ہو کہ اسکے منصفانہ اور غیر جانبدارانہ ہونے کا بلاشک و شبہ یقین ہو سکے۔ اور یہ اس سارے معاملہ کا مشکل پہلو تھا۔ سلامتی کونسل کے چھ ممبران نے قرارداد کا ایک مسودہ تیار کیا قریب تھا اس پر ووٹنگ ہوتی مگر انڈین وفد سلامتی کونسل سے چلا گیا تاکہ وہ نئی دہلی جاکر ہدایات اور مشورہ حاصل کرے۔ جب وقت وہ واپس آئے تو بہت ساری طنابیں کھینچی جاچکی تھیں۔ مسٹر ایٹلی نے ایسی مداخلت کی تھی کہ قرارداد کے مسودہ کی تیاری کے روحِ رواں مسٹر نوئیل بیکر کو بے اثر بنادیا گیا اور قرارداد کو بھی ترک کر دیا گیا۔ ایک نرم سی قرارداد تجویز کی گئی اور بالآخر ۲۱ اپریل کو یہ قرارداد منظور کرلی گئی۔ اس نرم قرارداد کے نتیجہ میں ایک کمیشن قائم کیا گیا جس نے کئی دفعہ کراچی اور نئی دہلی کے چکر کاٹے اور انجام کار ہندوستان اور پاکستان دونوں سے دو قراردادوں پر اتفاق کرایا۔ ان میں ایک قرارداد ۱۵ اگست ۱۹۴۸ء کو اور دوسری ۵ جنوری ۱۹۴۹ء کو منظور کی گئی۔ ان قراردادوں میں واضح اور صاف طور پر کشمیر کے عوام کی خواہشات کو معلوم کرنے کے لئے "استصواب رائے" تجویز کیا گیا تھا اور ایسی شرائط رکھی گئی تھیں کہ جن کے ذریعے اس کے منصفانہ اور غیر جانبدارانہ ہونے کو یقینی بنایا جاسکے۔

سلامتی کونسل نے ۱۹۵۱ء کی پہلی ششماہی میں ایک دفعہ پھر مسئلہ کشمیر پر بحث کی۔ ۳۰ مارچ کو یہ قرار پایا کہ آئین ساز اسمبلی کے قیام کے بارہ میں سوچتے ہوئے شیخ عبداللہ جس راستہ کا آغاز کرتے نظر آتے ہیں وہ اُن اصولوں کیخلاف ہے کہ جن کی پشت پر کشمیر میں استصواب رائے کے لئے متعدد تجاویز تھیں جن کے بارہ میں سلامتی کونسل نے یہ عندیہ ظاہر کیا تھا کہ ریاست کے مستقبل کے فیصلہ کے لئے یہ بہترین ذریعہ ہیں۔ ۱۹۵۱ء اور ۱۹۵۷ء کے عرصہ میں اقوام متحدہ کے کئی نمائندگان اور رائے شماری کے منتظمین نے اپنی رپورٹیں پیش کیں۔ لیکن بے فائدہ کیونکہ ہندوستان نے کوئی بھی رپورٹ قبول نہ کی۔

آئین ساز اسمبلی کے قیام سے متعلق سلامتی کونسل نے واضح انداز میں اپنی ناراضگی کا اظہار کیا۔ لیکن باوجود اس کے ہندوستان اور شیخ عبداللہ نے مزید پیش رفت کی اور انتخابات منعقد کرائے۔ جو واضح طور پر سلامتی کونسل کی ہدایات سے انحراف تھا۔

نومبر ۱۹۵۷ء میں اس کٹھ پتلی آئین ساز اسمبلی نے یہ طے کیا کہ جموں اور کشمیر کی ریاست انڈین یونین کا جزو لازم ہے۔ اور رہے گا۔

یہ اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل کو براہ راست چیلنج تھا جس نے کہا تھا کہ "کشمیر اسمبلی" اگر ایسا کوئی اقدام کرے جس سے ریاست کو مستقبل میں کوئی مخصوص صورت دینا مقصود ہو یا مکمل ریاست یا اس کے کسی حصہ کے الحاق کی کوشش ہو، تو بھی اس سے ریاست کی حیثیت نہیں بدلے گی۔

۱۴ فروری کو اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے یہ تجویز کیا کہ اس کے صدر سویڈن کے گنار جیرنگ کو برصغیر میں بھیجا جائے تا وہ تحقیق کریں اور ایک دفعہ پھر پاکستان اور ہندوستان کے درمیان مصالحت کرائیں۔

۱۹۵۷ء میں ستمبر کے آخر میں جیرنگ کی رپورٹ پر بحث ہو رہی تھی کہ پاکستان کے وزیر خارجہ ملک فیروز خان نون نے اعلان کیا کہ ان کا ملک کشمیر سے بشمول آزاد مسلح دستوں کے اپنا ہر ایک فوجی نکالنے کو تیار ہے۔ بشرطیکہ فوری طور پر اقوام متحدہ کے دستے ان کی جگہ لے لیں۔

اگلے چار سالوں میں معاملہ جوں کا توں رہا اور سلامتی کونسل مسئلہ کشمیر کو اپنے ایجنڈہ پر نہ لائی۔ حتیٰ کہ فروری ۱۹۶۲ء میں ہندوستانی سیاستدانوں اور وزراء نے جنگجویانہ تقاریر کیں اور آزاد کشمیر کے علاقہ کو بھی ہندوستانی قبضہ میں لینے کا مطالبہ کیا۔ اس کے خلاف پاکستانی نمائندے سر محمد ظفر اللہ خاں نے احتجاج کرتے ہوئے سلامتی کونسل کے ممبران کی توجہ اس مسئلہ کی جانب مبذول کرائی اور اسی موقعہ پر سوویٹ یونین نے اس قرارداد کو ویٹو کر دیا جو کہ منظور کی جانے والی تھی۔

پھر ۱۹۶۵ء میں ہندوستان اور پاکستان کے درمیان جنگ بھڑک اٹھی۔ بعد ازیں ۱۹۷۱ء میں پھر ایک اور جنگ لڑی گئی۔ مذکورہ بالا صورتِ احوال سے عیاں ہے کہ سلامتی کونسل نے بار بار استصواب رائے PLEBISCITE کے اصول پر زور دیا ہے اور دو ٹوک الفاظ میں بیان کیا ہے کہ کشمیر کی نام نہاد آئین ساز اسمبلی کی منظور کردہ قرارداد کے نتیجہ میں کوئی بھی فیصلہ قانوناً جائز نہیں ہوگا۔

باوجود سلامتی کونسل کی اس قرارداد کے کہ کشمیر کی حیثیت میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے۔ ہندوستان کا من مانی کرکے یک طرفہ عمل کے ذریعہ بغیر استصواب رائے کے جموں و کشمیر کی ریاست کو انڈین آئین میں شامل کرلینا سلامتی کونسل اور اقوام متحدہ کا منہ چڑانے کے مترادف ہے۔

یہ مضمون ۱۱ فروری ۱۹۹۰ء کے اخبار THE NATION سے اخذ کیا گیا جو سابق وزیر خارجہ جناب زین نورانی کے خیالات پر مشتمل ہے۔

خدام کے مطالعہ کیلئے کتاب

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی کتب کے مطالعہ کے سلسلہ میں ماہ مارچ ۱۹۹۰ء میں حضور کی کتاب "لیکچر سیالکوٹ" مقرر کی گئی ہے۔ خدام سے گزارش ہے کہ وہ اس کتاب کا توجہ سے مطالعہ کریں اور قائدین کرام مطالعہ کرنے والوں کی معین تعداد سے مرکز کو مطلع فرمائیں۔

(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

وہ ایک مردِ مجاہد کرم الٰہی ظفر
بحکم فضلِ عمر اس نے باندھا رختِ سفر

پہنچ گیا سر اندلس بکوششِ بسیار
وہ بیچتا رہا خوشبو گلی گلی گھر گھر

کسی نے دُکھ بھی دیا تو دعائیں دیں اسکو
رہا وہ شر کے مقابل ہمیشہ سینہ سپر

کہا پھر اس نے کہ اے لوگو میری بات سنو
ہے پاس مال مرے اس سے اور بھی بڑھ کر

ملیں گے پھر سے تمہیں تم اگر مری مانو
تمہارے صدیوں سے کھوئے ہوئے زر و جوہر

تلاشِ حق تھی جنہیں پھر رہے تھے سرگرداں
کلامِ حق نے کیا انکے دل پہ گہرا اثر

مشقتیں جو اُٹھائی تھیں رائیگاں نہ گئیں
عطا کیا میرے مولا نے ایک شیریں ثمر

طویل عرصۂ اندوہ و اضطراب کے بعد
بنایا ناصر و طاہر نے اِک خدا کا گھر

الٰہی ایسے نمازی اسے عطا کردے
کریں جو آنکھ کے پانی سے سجدہ گاہ کو تر

سپین کو ہو مبارک حیاتِ نَو کا پیام
اندھیرے دُور ہوئے مل گئی نویدِ سحر

نادر قریشی
راولپنڈی چھاؤنی

اگر دوست اپنے اپنے شعبہ کے متعلق ایسی معلومات فراہم کرسکیں جن سے جماعت کے نوجوانوں کو اپنے لئے ذریعہ معاش تلاش کرنے میں آسانی پیدا ہو یا مزید تعلیم حاصل کرنے کی خواہش پوری ہو سکے تو قارئین الفضل آپ کے ممنون ہوں گے۔ یہ معلومات دفتر الفضل کو مہیا کی جائیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خالد ہدایت بھٹی۔ ایم اے

بینک اور دستخط

نکاح نامہ ہو جائیداد کی رجسٹری ہو ملازمت کا ایگریمنٹ ہو یا اداروں اور حکومتوں کے درمیان اقتصادی تجارتی فوجی یا ثقافتی معاہدے ہوں اس وقت تک متعلقہ دستاویزات محض کاغذ کا ایک پرزہ ہوتی ہیں جب تک متعلقہ فریق اس پر دستخط نہ ثبت کریں جہاں تک بنک کا تعلق ہے اس میں دستخطوں کی غیر معمولی اہمیت ہوتی ہے بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ بنک کا سارا کاروبار ہی دستخطوں کی بنیاد پر استوار ہے چونکہ زیادہ تر عوام کا تعلق بنک کے ساتھ ڈیپازیٹر۔ کھاتہ دار یا اکاؤنٹ ہولڈر کی حیثیت سے ہوتا ہے اس لئے آج کے اس مضمون میں اکاؤنٹ ہولڈر کے دستخطوں کے سلسلے میں اپنی گذارشات پیش کروں گا۔ بنک میں اکاؤنٹ کھولتے وقت ایک تو اکاؤنٹ کھولنے کا فارم مکمل طور پر پر کیا جاتا ہے اور اس پر اکاؤنٹ ہولڈر دستخط کرتا ہے دوسرے ایک نمونے کے کارڈ SPECIMEN SIGNATURE CARD پر اکاؤنٹ ہولڈر تین چار دستخط کرتا ہے۔ یہ سارے دستخط بہت ہی اہم ہوتے ہیں۔ کیونکہ کسی بھی اکاؤنٹ ہولڈر کی شناخت بنک کے نزدیک اس کا اکاؤنٹ ہوتا ہے۔ مینیجر یا بنک کا کوئی دوسرا افسر کسی بھی اکاؤنٹ ہولڈر کی عزت افزائی کے لئے یا اس کی امداد کے لئے اس کو اپنے پاس کرسی پر بٹھا کر بلکہ چائے بھی پلا کر اس کا کام جلدی تو کروا سکتا ہے لیکن بغیر دستخطوں کے اس کا چیک کیش نہیں کر سکتا۔ یعنی پرسنلائزڈ سروس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ بنک کے قوانین کے خلاف زبانی ہی حساب میں جمع یا تفریق کر لی جائے خواہ اکاؤنٹ ہولڈر کتنا ہی گہرا دوست یا عزیز رشتہ دار ہو اس بات کی مزید وضاحت اسطرح ہوتی ہے کہ اگر وہ مینیجر یا افسر کسی دوسری برانچ میں تبدیل ہو جائے تو یہ تو ہو سکتا ہے کہ جو اس کے ساتھ خصوصی عزت افزائی کا سلوک ہوتا تھا وہ اب نہ ہو لیکن بہرحال اکاؤنٹ ہولڈر نارمل توجہ اور خدمت کا مستحق رہتا ہے۔

اکاؤنٹ ہولڈر کے تمام دستخط خواہ وہ چیکوں پر ہوں یا درخواستوں یا چٹھیوں پر ہوں جو وہ بنک کو لکھتا ہے جو دستخط اس نے نمونے والے کارڈ پر ریکارڈ کروائے تھے بالکل ان کے مطابق ہونے چاہئیں اور اگر اس کے دستخط کسی چیک پر ریکارڈ شدہ دستخطوں کے مطابق نہ ہوں گے تو پھر وہ چیک بغیر کیش ہونے کے واپس ہو جائے گا۔ اور بنک والے اس کے ساتھ ایک چیک واپس کرنے والی سلپ لگا دیں گے جس پر لکھا ہوگا کہ چیک جاری کرنے والے شخص کے دستخط ریکارڈ شدہ دستخطوں سے نہیں ملتے۔ اسی طرح دستخط نہ ملنے کی صورت میں اس کی درخواست یا چٹھی پر کوئی عمل نہیں ہوگا۔ جس وقت کوئی اکاؤنٹ کھولا جائے گا جس شخص کا اکاؤنٹ کھولا جا رہا ہے اس کی شناخت یا تعارف یا انٹروڈکشن بھی اس کے فارم پر کوئی اکاؤنٹ ہولڈر اپنے دستخط ثبت کر کے ہی کرتا ہے۔ اگر یہ دستخط اس کے ریکارڈ شدہ دستخطوں کے مطابق نہ ہوں تو اس کی شناخت قبول نہیں ہوگی اور وہ نیا اکاؤنٹ بنک میں کھل نہیں سکے گا۔ کسی شخص کی شخصی اور ذاتی حیثیت خواہ کچھ بھی ہو۔ بنک اس کو صرف اس کے اکاؤنٹ یعنی جو اس نے دستخط اکاؤنٹ کے سلسلے میں کئے تھے کے حوالے سے ہی جانتا ہے۔ اس لئے بنک کے نزدیک کسی اکاؤنٹ ہولڈر کی شناخت اس کے دستخط ہیں۔ ہر قسم کی پریشانی سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ دستخطوں میں یکسانیت پیدا کی جائے بہتر ہے کہ اکاؤنٹ کھولنے سے پہلے اپنے دستخطوں کی خوب پریکٹس کر لی جائے اور جب دستخط پختہ ہو جائیں تو اکاؤنٹ کھولا جائے خود بھی اور بنک کے عملے کو بھی پریشانی سے بچایا جائے۔

بڑا اہم سوال یہ ہے کہ دستخط کس قسم یعنی کس سٹائل کے ہونے چاہئیں اس کے بارے میں کچھ عرض کرنے سے پہلے گذارش کروں کہ بعض لوگ کئی کئی قسم یا سٹائل کے دستخط کرتے ہیں۔ دفتر میں اور دستخط۔ گھریلو خط و کتابت میں اور۔ بنک اکاؤنٹ اور اہم دستاویزات پر اور قسم یا سٹائل کے دستخط کرتے ہیں۔ یہ بات کسی نہ کسی موقعہ پر ان کے اور ان کے عزیزوں کے لئے سخت پریشانی کا موجب بن سکتی ہے۔ بعض دفعہ جلدی میں اور بے خیالی میں چیک پر دفتر والے دستخط جو روزانہ کرنے پڑتے ہیں کر دیئے جاتے ہیں اگر وہ چیک کسی عزیز کو بنک سے کیش لینے کے لئے دے دیا ہے تو وہ کیش نہیں ہوگا اور پریشانی ہوگی۔ ہو سکتا ہے کہ متعلقہ شخص اس کو ایسا فعل قرار دے جو عمدًا کیا گیا ہو۔ اور چیک جاری کرنے والا شخص پے منٹ کرنے میں کچھ مہلت چاہتا ہو جس سے چیک لینے والے اور چیک جاری کرنے والے کے درمیان تعلقات میں پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں۔ اگر کوئی پیچیدگی نہ بھی پیدا ہو تو مفت کی پریشانی اور خبط الحواسی کا ڈھنڈورا تو بہرحال ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی دوسرے ملک میں چلا گیا ہے اور وہاں سے اپنے گھر کے افراد کے لئے ایسا چیک بھیج دیتا ہے جس پر دستخط ہی اور سٹائل کے ہوں تو اندازہ کیجئے کہ اسکے لواحقین کو خرچہ نہ ملنے سے کس قدر تکالیف کا سامنا ہو سکتا ہے۔ پھر ایک لمبا عرصہ اکاؤنٹ میں لین دین نہ کرنیکی وجہ سے اکاؤنٹ ہولڈر بالکل ہی بھول سکتا ہے کہ کس سٹائل کے دستخط اس نے بنک میں ریکارڈ کروائے تھے۔ عام طور پر لوگ انگریزی میں دستخط کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں تمام دستخط خواہ وہ دفتر میں کرنے ہوں یا چیکوں وغیرہ پر ایک ہی قسم کے ہونے چاہئیں۔ چونکہ گھریلو خط و کتابت اردو میں عام طور پر ہوتی ہے اس لئے گھریلو خط و کتابت پر اردو میں دستخط کرنے سے کوئی مغالطہ نہیں ہوگا لیکن اردو کے دو قسم کے دستخط یا انگریزی کے دو قسم کے دستخط رکھنا مناسب نہیں ہے۔ بنک والوں نے اپنے اکاؤنٹ ہولڈر کی ہر بات کا انحصار رکھنا ہوتا ہے۔ اس لئے اگر دستخطوں میں فرق خواہ کسی وجہ سے ہو یعنی انگریزی کی بجائے اردو میں کر دیئے ہیں یا اردو کی بجائے انگریزی میں کر دیئے ہیں یا کسی دوسرے سٹائل سے کر دیئے ہیں خواہ کوئی بھی صورت ہو بنک صرف ایک ہی اعتراض لگا کر چیک واپس کرے گا کہ چیک جاری کرنے والے کے دستخط نہیں ملتے۔ اس میں فرق کیا ہے یہ صرف اکاؤنٹ ہولڈر کو بتایا جا سکتا ہے کسی دوسرے شخص کو نہیں بتایا جا سکتا۔ اگر اکاؤنٹ ہولڈر کسی دوسرے ملک میں ہے اور اسے یاد نہیں آرہا کہ اس نے کس سٹائل کے دستخط ریکارڈ کروائے تھے تو اس کی مشکل بہت ہی گھمبیر ہو جائے گی۔ کیونکہ جو بھی وہ چٹھی وغیرہ اس سلسلے میں بنک کو لکھے گا اس پر صحیح سٹائل سے دستخط نہیں کرے گا تو اس کی چٹھی پر کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی اب وہ اکاؤنٹ ہولڈر اور اس کے متعلقین بنک کو برا بھلا کہنا شروع کر دیں گے جس سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ یہ مسئلہ اب کسطرح حل ہوگا یہ ایک الگ قصہ ہے اس لئے اس مضمون میں صرف دستخطوں کے بارے میں ہی عرض کرنا ہے۔ میرے ایک عزیز لندن سے تشریف لائے ان کا اکاؤنٹ ایک غیر ملکی بنک میں تھا اور بہت لمبے عرصے سے اس میں لین دین نہ ہوا تھا اور نہ ہی انکو اپنا اکاؤنٹ نمبر یاد تھا۔ انہوں نے سوچا کہ لاہور اتفاق سے آئے ہوئے ہیں چلو اپنا اکاؤنٹ بند کروا کے رقم وصول کر لیتے ہیں۔ انہوں نے مجھے اپنے ساتھ لے لیا۔ جب ہم بنک میں داخل ہوئے تو بنک بند ہونے میں پانچ منٹ باقی تھے کاؤنٹر پر بات چیت کرتے کرتے ہم متعلقہ افسر تک پہنچے تو ایک بجنے میں ایک منٹ باقی تھا۔ افسر مذکور نے گھڑی دیکھی اور اکاؤنٹ کی تلاش شروع کر دی۔ نام سے اکاؤنٹ ڈھونڈا جا رہا تھا اور دس سالہ قدیمی لیجروں میں ڈھونڈا جا رہا تھا۔ اس دوران باتوں ہی باتوں میں میں نے اپنا تعارف کروا دیا کہ میں فلاں بنک سے اسسٹنٹ وائس پریذیڈنٹ کے عہدہ سے ریٹائر ہوا ہوں۔ اس لئے اب ذرا زیادہ احتیاط سے اکاؤنٹ ڈھونڈنا شروع کیا گیا۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ معذرت کر لی کہ بغیر اکاؤنٹ نمبر کے اکاؤنٹ ملنا مشکل ہے۔ اکاؤنٹ چونکہ غیر چالو تھا اس لئے چالو لیجروں سے نکال کر غیر چالو اکاؤنٹ میں ڈال دیا گیا تھا۔ بہرحال بڑی ہی تگ و دو کے بعد اکاؤنٹ مل گیا۔ اور جب پے منٹ کرنے لگے تو دستخطوں میں فرق تھا جو اتنے لمبے عرصے میں ہو ہی جاتا ہے

باقی صہ ۶ کالم ۳ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بچوں کا کالم

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے اور احمدیت اور انسانیت کے لیے فخر کا باعث بنائے جیسا ہم نے کہا ہے کہ فخر کا باعث بنائے اس کے لئے نہایت ضروری ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کریں اور پکا ارادہ کر کے اچھے اچھے کام کریں۔ احمدیت کی خدمت کریں اور انسانیت کی خدمت کریں۔ خدمت کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ آپ اپنے آپ کو اس قابل بنائیں کہ آپ خدمت کر سکیں جس کام کے انسان قابل نہ ہو وہ کیسے کر سکتا ہے۔ آپ کو انسانیت کی خدمت کرنی ہے۔ اس لئے آپ کو خدمت کے قابل بننے کے لئے بہت کچھ کرنا ہے۔

بہت کچھ کرنے اور خدمت کے قابل بن جانے کے علاوہ آپ کا ارادہ بھی بہت ضروری ہے ابھی سے آپ یہ بات اچھی طرح سوچ لیں اور اس کا پکا ارادہ کر لیں کہ آپ نے ایک اچھے احمدی بن کر انسانیت کی خدمت کرنی ہے

○ ہمارے پیارے امام نے فرمایا ہے کہ وقفِ نو بچوں کو تین زبانیں سکھانے کا اہتمام کرنا ہوگا۔ ہمارا خیال ہے کہ اگر آپ کی عمر زیادہ ہے اور وقفِ نو کی سکیم کے بچوں سے آپ بڑے ہیں تو آپ بھی از خود تین زبانیں سیکھنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ حضرت امام جماعت (الثالث) نے بھی فرمایا تھا کہ دوستوں کو چاہیئے کہ زیادہ زبانیں سیکھیں۔ آجکل تو فاصلے بہت کم ہو چکے ہیں اور لوگ ایک جگہ سے اٹھ کر دوسری جگہ جا آباد ہوتے ہیں۔ اس لیے بھی زیادہ زبانیں سیکھنے کی اہمیت بڑھ گئی ہے۔

○ اگر آپ ایک الگ کاپی بنا کر اس میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تحریرات میں سے ایک ایک فقرہ منتخب کر کے اس پہ لکھتے رہیں تو آپ کے پاس نیک باتوں کا ایک ذخیرہ جمع ہو جائے گا کہ اس سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے آپ اپنی زندگی کو بہتر سے بہتر بنا سکیں گے۔ کبھی کبھی ان فقرات میں سے کوئی فقرہ (ایک سے پانچ تک) ہمیں بھی بھیجتے رہیئے۔ ہم سب قارئین کی رہنمائی کے لیے آپ کے ارسال کئے ہوئے فقرے اس کالم میں شائع کرتے رہیں گے۔

○ کچھ عرصہ ہوا ہم نے آپ سے کہا تھا کہ آپ اپنے سکولوں کے متعلق ہمیں لکھتے رہا کریں کوئی فنکشن ہو تو اس کی تفصیل۔ کوئی تقریری مقابلہ ہو یا کھیلوں کا مقابلہ ہو۔ یا اور کوئی ایسی بات۔ جسے پڑھ کر سب کو مزہ آئے۔ اپنے کسی اچھے استاد یا استانی (مس) کے متعلق لکھیں کہ ان کی کون سی خوبی آپ کو زیادہ پسند ہے۔

○ آپ جس طرح اپنے گھر میں اپنے بہن بھائیوں سے مل کر پڑھتے ہیں یا کھیلتے ہیں یا آپ کا کوئی بھائی یا آپ کی بہن پڑھائی میں بہت اچھی ہے یا کھیلوں میں انعام لیتی ہے۔ یہ باتیں بھی اس کالم کا ایک حصہ بن جانی چاہیئں۔ آپ لکھیں گے نا۔

○ لیجیئے آپ کو فضل احمد فانی کی ایک نظم سنائیں۔ فانی ربوہ کے رہنے والے ہیں اور یہ نظم جنگ میں چھپی ہے ان کے والد صاحب محمد اکبر صاحب فانی۔ جنگ کے نمائندہ بھی ہیں۔ نظم کا عنوان ہے "نیا سال مبارک"

نئے سال میں ہو نیا جوش پیدا
گزشتہ کی غفلت سے ہو ہوش پیدا
مبارک تمہیں یہ زمانہ مبارک
مبارک نیا سال آنا مبارک
ادھورے جو کچھ رہ گئے تھے ارادے
وہ اس سال ہو جائیں پورے دعا ہے
ہمیشہ ہو ہنستا ہنسانا مبارک
مبارک نیا سال آنا مبارک
تمنا ترقی کی اب دل سے کرنا
کبھی مشکلوں سے نہیں تم نے ڈرنا
بناؤ فضل اپنا سب کو بناؤ
نیا سال ہے سب ہنسو اور ہنساؤ
مبارک یہی گیت گانا مبارک
مبارک نیا سال آنا مبارک

○ سردی تو ہے لیکن ٹی وی پر آئس کریم کا اشتہار دیکھ کر ایک بچے نے اپنے ابو سے کہا کہ ابو میں آئس کریم کھاؤں گا۔ آپ جانتے ہیں کہ بڑی عمر کے لوگ بڑے محتاط ہوتے ہیں۔ ابو نے کہا کہ بیٹا سردی بہت زیادہ ہے سردی میں آئس کریم کھانے سے آپ بیمار بھی ہو سکتے ہیں۔

بچے نے فوراً جواب دیا ابو میں آئس کریم اوور کوٹ پہن کر کھاؤں گا۔ کیسا رہا یہ لطیفہ

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ ـــــــ مینجر

بقیہ: بینک اور دستخط

لیکن افسر مذکور نے غالباً اکاؤنٹ ہولڈر کی معزز شخصیت سے متاثر ہو کر اور کچھ یہ سوچ کر کہ ان کے ساتھ بھی ایک بنکر ہی ہے اس لئے کوئی نہ کوئی دانستہ ادائیگی کا نکال ہی لیں گے لیکن زیادہ پریشانی اور تضییع اوقات ہوگی ان کے حساب کی پے منٹ کر دی۔

عام طور پر بنک والے کسی ایک کیس کے لئے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ نکال ہی نہیں سکتے کیونکہ روزمرہ کا کام اکٹھا ہو جاتا ہے اگر اکاؤنٹ نمبر یاد ہوتا اور دوسرے یہ کہ دستخط ملتے ہوتے تو کسی بنکر کو ساتھ لیجانے کی ضرورت نہ پڑتی نہ ہی ہر اکاؤنٹ ہولڈر کو کوئی بنکر میسر ہی ہوتا ہے۔

اس لئے اکاؤنٹ کھولتے وقت جس طرح کے دستخط ریکارڈ کروائے جائیں اسی قسم اور سٹائل میں دستخطوں کا نمونہ تاریخ ڈال کر گھر میں محفوظ جگہ پر رکھ لینا بھی فائدہ مند ہو سکتا ہے۔ لیکن اس نمونے کے دستخطوں کو ایسی جگہ رکھنا لازمی ہے جہاں وہ کسی دوسرے کے ہاتھ نہ لگ سکیں۔

جہاں تک دستخطوں کے سٹائل کا تعلق ہے لوگ ہر قسم کے دستخط کرتے ہیں بعض لوگ بہت لمبے لمبے دستخط کرتے ہیں بعض اونچے اونچے میناروں والے دستخط کرتے ہیں بعض بادبان بنانے کے شوقین ہوتے ہیں بعض لوگ درمیانہ سائز کے دستخط کرتے ہیں۔ بعض سیدھے سادھے عام پڑھے جانے والے دستخط کرتے ہیں بعض گھونچ مونچ اور ایسے الجھے ہوئے دستخط کرتے ہیں کہ یہ نہیں پتہ چلتا کہ ان کے سر پیر کس طرف ہیں بعض لوگ بہت چھوٹے دستخط کرتے ہیں۔ بعض بڑے تکلف سے ہاتھ ٹیڑھا کر کے کرتے ہیں اور بعض دستخطوں کے نیچے ایک لائن لگاتے ہیں اور بعض دو یا تین لائنیں لگا دیتے ہیں۔ اب جو تو اونچے اونچے۔ چوڑے چوڑے یا بڑے بڑے دستخط ہیں یہ ایک تو جگہ زیادہ گھیرتے ہیں اگر کسی چیک پر دستخط کرنے ہوں تو رقم وغیرہ دستخطوں کے نیچے آجاتی ہے جس سے چیک واپس بھی ہو سکتا ہے۔ جن دستخطوں کا سر پیر نظر نہیں آتا ان کا فلو یعنی روانی معلوم کرنے میں دقت ہوتی ہے بہت چھوٹے دستخطوں میں رعب داب نہیں ہوتا اور ساتھ ہی فلو یا روانی جانچنے کا موقعہ مختصر ہو جاتا ہے۔ جن لوگوں کو جیسے بینکار ہوتے ہیں روزانہ سینکڑوں دستخط کرنے ہوتے ہیں اگر دستخط بڑے بڑے ہوں یا تکلف سے کئے جاتے ہوں تو وقت بہت ضائع ہو جاتا ہے جسکی خصوصاً بنکر کے پاس بہت ہی قلت ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ الٹے ٹیڑھے بڑے بڑے اور گھونچ مونچ دستخط کرنے سے وہ فراڈ سے بچ جائیں گے۔ کیونکہ ان کی آسانی سے جعل سازی نہیں ہو سکتی۔ تو یہ خیال غلط ہے ایسے ایسے لوگ موجود ہیں جو ہر قسم کے دستخطوں کی نہایت مہارت کے ساتھ اور جعل سازی سے نقل اتار لیتے ہیں کہ خود دستخط کرنے والا بھی فرق محسوس نہیں کرتا۔ البتہ فلو یعنی روانی جس کے ساتھ دستخط کئے جاتے ہیں اس کی نقل اتارنا ہرگز آسان کام نہیں۔ جتنے بظاہر آسان پڑھے جانے کے قابل درمیانہ سائز کے اور نیچرل ہینڈ رائٹنگ میں بغیر کسی تکلف کے دستخط کئے جائیں گے اتنا ہی ان کو پرکھنا اور غلط اور جعلی دستخطوں کو ڈھونڈ لینا آسان ہوتا ہے۔ یعنی آسان نیچرل فلو میں دستخط جعل سازی کے لئے مشکل اور جعل سازی کو پکڑ لینے کیلئے آسانی پیدا کرنے والے ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ دستخط کرنے والا شخص نہایت چھوٹا سا حصہ اپنے دستخطوں کا چھوڑ جاتا ہے جعل سازی یعنی فورجری کرنے والا کبھی نہیں چھوڑتا مسٹر ایف بریوسٹر اپنی ایک کتاب میں لکھتے ہیں۔

جعل ساز کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ ایسی جعل سازی کرے کہ جو اصل کے بالکل مطابق ہو اور ایسا شاذ ہی کبھی ہوا ہے کہ کوئی جعل ساز کسی دستخط کا یا تحریر کا کوئی حصہ نامکمل چھوڑ جائے جب کہ اصل شخص بعض دفعہ کچھ حصہ چھوڑ جاتا ہے۔ اسی طرح ڈسل اے گریگوری اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:۔

ہینڈ رائٹنگ یا طرز تحریر کو دماغ کنٹرول کرتا ہے گو اسے ہاتھ سے لکھا جاتا ہے۔ دراصل یہ تحت الشعور ہے جو ہاتھ کو ہدایات دیتا ہے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہاتھ حرفوں اور لفظوں کی کیا شکل بنائے۔

یہ بات مسلمہ ہے کہ شعور اور تحت الشعور ہر شخص کا بالکل الگ الگ ہوتا ہے اور دماغی کیفیات الگ الگ ہوتی ہیں اس لئے دو اشخاص کی تحریر کی یا دستخطوں کی روانی یا فلو نہیں مل سکتا۔ اس لئے دستخطوں کو بڑے بڑے اور پیچیدہ جن کا سر پیر سمجھ نہ آئے کرنا کوئی سودمند نہیں ہوتا۔ دستخط نہ زیادہ بڑے نہ چھوٹے نہ زیادہ پیچیدہ نہ بہت ہی آسان ہونے چاہئیں البتہ دستخطوں کی خوب پریکٹس کر کے پختہ سٹائل بنا لینا چاہیئے۔ خواہ کتنے پختہ کیوں نہ ہوں دس پندرہ سال کے بعد عمر کے فرق اور اعصاب اور ذہنی کیفیات میں قدرتی کمزوری یا تبدیلی کی وجہ سے دستخطوں میں تھوڑا بہت فرق آجاتا ہے۔ ایسی صورت میں بنک میں جا کر نئے دستخط کارڈ پر نمونے کے دستخط کر دینے چاہئیں تاکہ بنک اور اکاؤنٹ ہولڈر دونوں پریشانی سے بچ جائیں۔

بقیہ:۔ ارشادات امام (الرابع)

آگے گھوڑا کوئی نہیں۔ (حضرت بانی سلسلہ) نے فرمایا، اس بگھی پر سوار کرنے لگے ہو؟ اس میں تو گھوڑا ہی کوئی نہیں۔ انہوں نے کہا حضور! ہم جُتیں گے آپ کے گھوڑے بن کر۔ دنیا کے ادنیٰ ادنیٰ پیر آتے ہیں، لوگ اس قسم کی باتیں ان گھٹیا لوگوں کے لئے جن کا کوئی نہیں ہوتا، کرتے ہیں۔ آپ تو روحانی آقا ہیں جن کو خدا نے مقرر فرمایا ہے، اس لئے بگھی کے آگے ہم لگیں گے۔ حضور نے فرمایا نہیں، میں اس میں نہیں بیٹھوں گا، میں تو جانوروں کو انسان بنانے کے لئے آیا ہوں، انسانوں کو جانور بنانے کے لئے نہیں آیا۔"

(درس حدیث فرمودہ ۲۱ جولائی ۱۹۸۲ء)

تلاش ہے!

"مجھے دماغی امراض کے لئے شعبہ طب و نفسیات کے ماہرین ہومیو ڈاکٹرز و حکماء کی تلاش ہے رابطہ ہونے پر بیمار کی مکمل تفصیل دی جائے گی۔"

غلام حسین مشتاق
معرفت محمد حسین ظفر ملاّ ٹاھی۔ ڈاکخانہ خاص
ضلع تھرپارکر (سندھ)

وصایا

ضروری نوٹ:۔
مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۷۳۶۸:۔ میں محمد اشرف باجوہ ولد چوہدری نبی بخش باجوہ قوم باجوہ پیشہ زمیندارہ، ملازمت عمر ۵۱ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک ۳۳ جنوبی سرگودہا بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹/۱۱/۸۹ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) بھینس مالیتی -/۷,۰۰۰ روپے (۲) T ۳۰۷ سیٹ چھ ہزار روپے (۳) زرعی زمین ۱۵ ایکڑ واقع چک ۳۳ جنوبی ضلع سرگودھا مالیتی -/۵,۲۵,۰۰۰ روپے (۴) مکان رہائشی واقع چک ۳۳ جنوبی ضلع سرگودھا مالیتی -/۸۵,۰۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۱۶۵۰ روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں اور مبلغ -/۱۵,۰۰۰ روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ محمد اشرف باجوہ ولد چوہدری نبی بخش باجوہ چک ۳۳ جنوبی ضلع سرگودھا
گواہ شد نمبر۱۔ محمد اسلم باجوہ برادر موصی
گواہ شد نمبر۲۔ مبارک احمد باجوہ ولد محمد شریف باجوہ چک ۳۳/ج ضلع سرگودھا۔

اخبار احمدیہ

اعلان نکاح

○ عزیزہ بشریٰ بیگم صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر سعید احمد میرپور خاص (سندھ) کا نکاح مکرم امجد پرویز صاحب ابن مکرم میاں نذیر احمد صاحب آف پھلوکی ضلع گوجرانوالہ کے ساتھ بعوض ۲۰ ہزار روپے حق مہر مکرم مولانا محمد الدین صاحب مربی سلسلہ نے میرپور خاص میں پڑھا۔

○ عزیزہ صدیقہ صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر سعید احمد صاحب کا نکاح مکرم سہیل احمد صاحب ابن مکرم میاں نذیر احمد صاحب پھلوکی ضلع گوجرانوالہ بعوض ۲۰ ہزار روپے حق مہر مکرم مولانا محمد الدین صاحب مربی سلسلہ نے بیت الحمد سٹیلائٹ ٹاؤن میرپور خاص سندھ میں پڑھایا (یہ دونوں بچیاں مکرم فیروز الدین صاحب انسپکٹر تحریک جدید کی پوتیاں ہیں)

○ عزیزہ قدسیہ خاتون صاحبہ بنت مکرم عبد القدیر صاحب بھٹی کا نکاح بعوض ۲۰ ہزار روپے حق مہر مکرم منیر احمد صاحب ابن مکرم ڈاکٹر سعید احمد صاحب (میرپور خاص) پڑھا گیا۔

○ عزیزہ محمودہ بیگم صاحبہ بنت مکرم عبد القدیر صاحب بھٹی کا نکاح مکرم سیّد عصمت اللہ صاحب ابن سیّد برکت اللہ صاحب (میرپور خاص) کے ہمراہ بعوض ۲۰ ہزار روپے حق مہر مکرم فیروز الدین صاحب انسپکٹر تحریک جدید نے عمرکوٹ سندھ میں پڑھایا۔

○ عزیزہ نصرت جہاں قریشی صاحبہ بنت مکرم قریشی خلیل احمد صاحب کا نکاح عزیزم محمد اجمل ناصر صاحب ابن ڈاکٹر چوہدری محمد اسلم ناصر صاحب ناظم آباد کراچی حال ڈنمارک کے ساتھ ۳۱ دسمبر کو بیت نصرت جہاں کوپن ہیگن میں -/۳۵۰۰۰ ڈینش کرون حق مہر پر مکرم نعمت اللہ بشارت صاحب مربی سلسلہ کوپن ہیگن نے پڑھایا۔

○ مکرم محمد ادریس صاحب شاہد ابن مکرم محمد صادق صاحب کا نکاح مکرمہ عائشہ صدیقہ خان صاحبہ بنت مکرم عبد الشکور اسلم خان صاحب سے مبلغ -/۶۰۰۰ چھ ہزار مارک حق مہر پر مورخہ ۲ مارچ ۱۹۹۰ء کو بیت البشیر ربوہ میں مکرم جلال الدین صاحب قمر استاذ جامعہ احمدیہ نے پڑھا۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سب نکاحوں کو دونوں خاندانوں کے لئے بابرکت فرمائے۔

احباب محتاط رہیں!

مکرم قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ جڑانوالہ کی طرف سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ایک شخص جس کی عمر تقریباً ۲۵ سال ہے۔ جسم پتلا اور قد لمبا۔ اپنے آپ کو چک سکندر کا احمدی کہتا ہے۔ یہ شخص بیت الذکر جڑانوالہ میں آیا اور کہا کہ وہ کسی دوسرے گاؤں جا رہا تھا کہ رات ہوگئی ہے۔ اس لئے اس نے رات بیت الذکر میں گزارنے کی درخواست کی۔ اس کی درخواست پر اسے کھانا وغیرہ دیا گیا اور بیت الذکر سے ملحق کمرہ میں سونے کے لئے بستر مہیا کیا گیا۔

رات کو یہ شخص بستر۔ دیوار کا کلاک۔ پردے اور بعض دیگر چیزیں لے کر فرار ہوگیا۔ مربی ہاؤس کا تالا توڑنے کی بھی کوشش کی۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کا کام ہی بیوت الذکر میں وارداتیں کرنا ہے۔ احباب محتاط رہیں اور ایسے لوگوں کو جن کا تعارف نہ ہو، ایسی جگہوں پر نہ ٹھہرائیں۔ (ناظر امور عامہ)

گمشدہ بیگ!

یکم مارچ صبح سرگودہا ایکسپریس کے وقت ربوہ ریلوے سٹیشن پر میرا بیگ رہ گیا تھا۔ اگر کسی صاحب کو ملا ہو تو پہنچا کر ممنون فرمائیں۔ محمد احمد طاہر
کوارٹر نمبر ۴۲، صدر انجمن احمدیہ ربوہ

حبوب مُفیدِ اٹھرا
HABOOB-I-
MUFEED-I-ATTHRA
۲۰ گرام -/۱۵ روپے
۶۰ گرام -/۴۵ روپے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رپورٹ تحریک وقف نو

وقفِ نو کی عظیم الشان اور بابرکت تحریک کا آغاز ۳ اپریل ۱۹۸۷ء کو امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (الرابع) نے فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا کہ آئندہ دو سالوں میں پیدا ہونے والے بچوں کو خدا اور اس کے دین کی خاطر ابھی سے وقف کریں بعد میں ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء کے خطبہ جمعہ میں حضور انور نے اس تحریک کو مزید ۲ سال کے لئے بڑھا دیا یعنی ۳ اپریل ۱۹۹۱ء تک۔

اس تحریک کا مقصد اگلی صدی کے استقبال کے لئے خدا کے حضور تحفہ پیش کرنا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ واقفین نو بچوں کی ایک عظیم الشان فوج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی غلام بن کر اگلی صدی میں داخل ہو رہی ہو۔ حضور انور نے فرمایا آئندہ صدی میں دینِ حق کو بکثرت پھیلانے کے لئے لاکھوں تربیت یافتہ واقفینِ نو درکار ہوں گے۔

خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور توفیق سے جماعت نے اپنے پیارے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس بابرکت تحریک میں اپنے بچوں کو پیش کیا۔ جماعت کے ہر طبقہ کی طرف سے واقفینِ نو آئے ہیں اور خدا کے فضل سے یہ تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے۔ خدا تعالیٰ نے والدین کو پیدائش سے قبل بھی بچوں کو وقف کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

۳ اپریل ۱۹۸۷ء تا ۳۱ جنوری ۱۹۹۰ء

واقفین نو کی تعداد خدا کے فضل سے ۳۰۳۲ تک پہنچ چکی ہے جس میں لڑکوں اور لڑکیوں کی تعداد اس طرح سے ہے،

لڑکے	لڑکیاں	کل تعداد
۲۰۷۵	۹۵۷	۳۰۳۲

اس تعداد میں ربوہ سے کل ۸۵۳ واقفین نو آچکے ہیں۔ جس میں ۵۵۸ لڑکے اور ۲۹۵ لڑکیاں ہیں ربوہ کے مندرجہ ذیل محلہ جات نمایاں ہیں۔

۱۔ محلہ دار الصدر جنوبی ربوہ ۷۰ واقفین نو
۲۔ " دار العلوم شرقی " ۶۵ " "
۳۔ " دار الصدر شرقی " ۴۹ " "
۴۔ " دار الرحمت غربی " ۴۷ " "
۵۔ " دار الیمن شرقی " ۴۶ " "
۶۔ " دار العلوم غربی " ۴۲ " "
۷۔ " دار النصر شرقی " ۴۱ " "
۸۔ " دار الیمن وسطی " ۳۸ " "
۹۔ " دار الفضل " ۳۷ " "
۱۰۔ " دار الرحمت وسطی " ۳۵ " "

پاکستان کے مندرجہ ذیل اضلاع نمایاں ہیں۔

۱۔ ضلع سیالکوٹ ۳۳۲ واقفین نو
۲۔ " فیصل آباد ۱۶۵ " "
۳۔ " سرگودھا ۱۴۱ " "
۴۔ " گوجرانوالہ ۱۱۰ " "
۵۔ " لاہور ۸۲ " "
۶۔ " گجرات ۷۹ " "
۷۔ " تھرپارکر ۶۹ " "
۸۔ " شیخوپورہ ۶۸ " "
۹۔ " کراچی ۵۷ " "
۱۰۔ " آزاد کشمیر ۵۲ " "
۱۱۔ ضلع منظفر گڑھ ۵۰ " "

خدا تعالیٰ والدین کو ان مقدس بچوں کی اعلیٰ تربیت کی توفیق عطا فرمائے اور یہ بچے آنے والے عظیم الشان دور میں نافع الناس وجود بن کر نکلیں اور یہ معصوم بچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاق حسنہ سے مزین ہوں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید پاکستان ربوہ)

اپھارہ و سرکن

اور دیگر امراض حیوانات کیلئے کیوریٹو ادویات اپنے شہر کے ویٹرنری میڈیکل سٹورز سے طلب کریں یا براہِ راست ہم سے منگوائیں۔

کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر رجسٹرڈ ہومیو) کمپنی
ربوہ
فون: ۷۷۱، ۶۰۶، ۶۰۷

خبریں

ملکی خبریں

○ قومی اسمبلی کے سپیکر ملک معراج خالد نے کہا ہے کہ روس نے مسئلہ کشمیر پر پاکستان کے مؤقف کی اصولی حمایت کر دی ہے۔

○ وزیر اعظم کے خصوصی معاون برائے سیاسی امور مسٹر این ڈی خان نے کراچی کے حالات کے بارے میں اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ کراچی میں عام آدمی کے لئے خوف و ہراس کے ماحول میں اب کمی ہو گئی ہے۔

○ پیر پگاڑا نے میاں نواز شریف کو پنجاب مسلم لیگ کا صدر ماننے سے انکار کر دیا ہے۔

بورڈ آف کرکٹ کنٹرول فار پاکستان کے سیکرٹری جناب عارف عباسی نے بتایا ہے کہ پاکستان کرکٹ ٹیم کے کپتان عمران خان آئندہ دو سال تک پاکستان کے لئے کرکٹ کھیلتے رہیں گے۔

○ صدر آزاد کشمیر سردار عبد القیوم خان نے امریکہ کے سینیٹر سٹیفن سولارز کو دورہ کشمیر کی دعوت دی ہے۔

اعلان گمشدگی

پارکر کا ایک عدد بال پوائنٹ پین۔ سفید رنگ بیت النصرت دار الرحمت وسطی سے دفتر مقامی خدام الاحمدیہ کے درمیان گم ہو گیا ہے۔ جس کسی کو ملا ہو منتظم اطفال دار الرحمت وسطی ربوہ کو پہنچا کر ممنون فرمائیں۔

شاہی طبیب حضرت حافظ حکیم مولانا نور الدین کے مشہور شاگرد حضرت حکیم نظام جان کا

مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)

• گوجرانوالہ فون ۴۴۸۴۷ • ربوہ فون ۹۰۶
• قلعہ کالروالا • ملتان • کراچی

غیر ملکی خبریں

○ بھارتی وزیر اعظم وی پی سنگھ نے کہا ہے کہ ان کی حکومت دفاعی اخراجات بڑھانے اور طویل المیعاد دفاعی منصوبہ بندی پر غور کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس کی وجہ بڑھتے ہوئے بیرونی خطرے ہیں۔

○ پاکستان اور بھارت کے درمیان جنگ ہوئی تو دونوں ملکوں کا روزانہ کا خرچ ۷ ارب روپے ہو گا۔ بھارتی فوج کو عددی برتری حاصل ہے جبکہ پاکستان کے پاس جدید اسلحہ ہے۔ تاہم بھارتی تجربہ کو واضح برتری حاصل ہے۔ یہ تفصیلات بھارتی اخبار "انڈیا ٹوڈے" نے دی ہیں۔

○ بھارتی فضائیہ کا ایک مگ طیارہ نئی دہلی سے ۷۰ کلو میٹر دور ایک شاہراہ پر گر پڑا جس سے ۵۴ افراد ہلاک ہو گئے

○ بھارت میں امریکی سفیر نے کہا ہے کہ امریکہ کشمیر کے مسئلے کو حل کرنے کیلئے اپنا کردار ادا کرے گا۔

○ مختلف ملکوں کی جانب سے افغان مہاجرین کی امداد میں ۶۰ فیصد کمی کر دی گئی ہے۔ خوراک میں گندم کے علاوہ باقی تمام اجناس روک لی گئی ہیں۔

○ ایران کے وزیر خارجہ علی اکبر ولائتی نے کہا ہے کہ عراق ایران کا علاقہ خالی نہ کرکے مذاکرات میں رکاوٹ بن رہا ہے۔

○ بھارت میں صوبائی اسمبلی کے انتخابات میں کانگرس پانچ صوبوں میں اقتدار سے محروم ہو گئی ہے۔

پیتہ